قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں

(۶)

دین

لغوی تحقیق کلامِ عرب میں لفظ دین مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) غلبہ و اقتدار، حکمرانی و فرمانروائی، دوسرے کو اطاعت پر مجبور کرنا، اُس پر اپنی قوتِ قاہرہ (Sovereignty) استعمال کرنا، اُس کو اپنا غلام اور تابعِ امر بنانا۔ مثلاً کہتے ہیں دان الناس، ای قھرھم علی الطاعۃ (یعنی لوگوں کو اطاعت پر مجبور کیا)۔ دِنتُھم فدانوا، ای قہرتُھم فاطاعوا (یعنی میں نے ان کو مغلوب کیا اور وہ مطیع ہو گئے)۔ دِنتُ القوم، ای اذللتھم واستعبدتھم (یعنی میں نے اُس قوم کو مسخر کیا اور غلام بنا لیا)۔ دانَ الرجل اذا عزّ (فلاں شخص عزت اور طاقت والا ہو گیا)۔ دنتُ الرجلَ حملتہ علی ما یکرہُ (میں نے اس کو ایسے کام پر مجبور کیا جس کے لیے وہ راضی نہ تھا)۔ دُینَ فلان، اذا حُمل علی مکروہٍ (فلاں شخص اس کام کے لیے بزور مجبور کیا گیا)۔ دِنتُہ، ای سُستُہٗ وملکتہ (یعنی مَیں نے اس پر حکم چلایا اور فرمانروائی کی)۔ دَیّنتُہٗ القوم، ولیتہ سیاستھم (یعنی میں نے قوم کی سیاست و حکمرانی فلاں شخص کو دی)، اسی معنی میں حطیئہ اپنی ماں کو خطاب کرکے کہتا ہے:

لقد دُیِّنتِ امرَ بنیکِ حتّی ترکتِھم ادقَّ من الطّحین

(تو اپنے بچوں کے معاملات کی نگراں بنائی گئی تھی، آخر کار تو نے انھیں آٹے سے بھی زیادہ باریک کرکے چھوڑا)

حدیث میں آتا ہے الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت یعنی عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مغلوب کر لیا اور وہ کام کیا جو اس کی آخرت کے لیے نافع ہو۔ اسی معنی کے لحاظ سے دیّان اُس کو کہتے ہیں جو کسی ملک یا قوم یا قبیلہ پر غالب و قاہر ہو اور اس پر فرمانروائی کرے، چنانچہ اعشی الحرمازی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے کہتا ہے "یا سید الناس ودیّان العرب"۔ اور اسی لحاظ سے مَدِین کے معنی غلام اور مدینہ کے معنی لونڈی، اور ابنِ مدینہ کے معنی لونڈی زادہ کے آتے ہیں، جیسے اخطل کہتا ہے "ربت وربا فی حجرھا

ابن مدینۃ"۔ اور قرآن میں ہے فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، یعنی اگر تم کسی کے مملوک، تابع، ماتحت نہیں ہو تو مرنے والے کو موت سے بچا کیوں نہیں لیتے، جان کو واپس کیوں نہیں پلٹا لاتے؟

(۲) اطاعت، بندگی، خدمت، کسی کے لیے مسخر ہو جانا، کسی کے تحتِ امر ہونا، کسی کے غلبہ و قہر سے دب کر اس کے مقابلہ میں ذلت قبول کر لینا۔ چنانچہ کہتے ہیں دِنْتُھُم فدانوا، ای قھرتھم فاطاعوا (یعنی میں نے ان کو مغلوب کر لیا اور وہ لوگ مطیع ہو گئے)۔ دِنتُ الرجل، ای خدمتُہ (یعنی میں نے فلاں شخص کی خدمت کی)۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا اریدُ من قریش کلمۃ تَدِینُ لھم بھا العرب، ای تطیعھم و تخضع لھم (یعنی میں قریش کو ایک ایسے کلمہ کا پیرو بنانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اُسے مان لے تو تمام عرب اس کا تابع فرمان بن جائے اور اس کے آگے جھک جائے)۔ اسی معنی کے لحاظ سے اطاعت شعار قوم کو قوم دیّن کہتے ہیں، اور اسی معنی میں دین کا لفظ حدیثِ خوارج میں استعمال کیا گیا ہے یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ[۱]۔

(۳) شریعت، قانون، طریقہ، کیش و ملت، رسم و عادت، مثلاً کہتے ہیں مازال ذالک دینی و دیدنی، یعنی یہ ہمیشہ سے میرا طریقہ رہا ہے۔ یقال دان اذا اعتاد خیراً او شراً، یعنی آدمی خواہ بُرے طریقہ کا پابند ہو یا بھلے طریقہ کا، دونوں صورتوں میں اُس طریقہ کو جس کا وہ پابند ہے دین کہیں گے۔ حدیث میں ہے کانت قریش و من دان بدینھم، "قریش اور وہ لوگ جو ان کے مسلک کے پیرو تھے"۔ اور حدیث میں ہے انہ علیہ السلام کان علی دین قومہ، "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے اپنی قوم کے دین پر تھے" یعنی نکاح، طلاق، میراث، اور

---

[۱] اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خوارج دین بمعنی ملت سے نکل جائیں گے، کیونکہ حضرت علی سے جب ان کے متعلق پوچھا گیا اکفارٌ ھم، کیا یہ لوگ کافر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا من الکفر فروا، کفر ہی سے تو وہ بھاگے ہیں۔ پھر پوچھا گیا افمنافقون ھم، کیا یہ منافق ہیں؟ آپ نے فرمایا منافق تو خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ شب و روز اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ متعین ہوتا ہے کہ اس حدیث میں دین سے مراد اطاعتِ امام ہے۔ چنانچہ ابن اثیر نے نہایہ میں اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں: اراد بالدین الطاعۃ، ای انھم یخرجون من طاعۃ الامام المفترض الطاعۃ و ینسلخون منھا (جلد ۲، صفحہ ۴۱، ۴۲)

دوسرے تمدنی و معاشرتی امور میں انہی قاعدوں اور ضابطوں کے پابند تھے جو آپ کی قوم میں رائج تھے۔

(۴) جزاءِ عمل، بدلہ، مکافات، فیصلہ، محاسبہ۔ چنانچہ عربی میں مثل ہے کما تدین تُدان، یعنی جیسا تو کرے گا ویسا بھرے گا۔ قرآن میں کفار کا یہ قول نقل فرمایا گیا ہے أَءِنَّا لَمَدِينُونَ؟ "کیا مرنے کے بعد ہم سے حساب لیا جانے والا ہے اور ہمیں بدلہ ملنے والا ہے؟" عبداللہ ابن عمر کی حدیث میں آتا ہے لاتسبوا السلطان فان کان لابد فقولوا اللھم دنھم کما یدینونا، "اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور اگر کہنا ناگزیر ہو تو یوں کہو کہ خدایا جیسا یہ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں ویسا ہی تو ان کے ساتھ کر"۔ اسی معنی میں لفظ دیّان بمعنی قاضی و حاکمِ عدالت آتا ہے، چنانچہ کسی بزرگ سے جب حضرت علی کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کان دیان ھذہ الامۃ بعد نبیھا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اس امت کے سب سے بڑے قاضی تھے۔

قرآن میں لفظِ دین کا استعمال

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظِ دین کی بنیاد میں چار تصورات ہیں، یا بالفاظِ دیگر یہ لفظ عربی ذہن میں چار بنیادی تصورات کی ترجمانی کرتا ہے:

غلبہ و تسلط، کسی ذی اقتدار کی طرف سے،

اطاعت، تعبد اور بندگی صاحبِ اقتدار کے آگے جھک جانے والے کی طرف سے،

قاعدہ و ضابطہ اور طریقہ جس کی پابندی کی جائے،

محاسبہ اور فیصلہ اور جزا و سزا۔

انہی تصورات میں سے کبھی ایک کے لیے اور کبھی دوسرے کے لیے اہلِ عرب مختلف طور پر اس لفظ کو استعمال کرتے تھے، مگر چونکہ ان چاروں امور کے متعلق عرب کے تصورات پوری طرح صاف نہ تھے اور کچھ بہت زیادہ بلند بھی نہ تھے اس لیے اس لفظ کے استعمال میں ابہام پایا جاتا تھا اور یہ کسی باقاعدہ نظامِ فکر کا اصطلاحی لفظ نہ بن سکا تھا۔ قرآن آیا تو اس نے اس لفظ کو اپنے منشا کے لیے مناسب پا کر بالکل واضح و متعین مفہومات کے لیے استعمال کیا اور اس کو اپنی مخصوص اصطلاح بنا لیا۔ قرآنی زبان میں لفظ دین ایک پورے نظام کی نمائندگی کرتا ہے جس کی ترکیب چار اجزا سے ہوتی ہے:

۱۔ حاکمیت و اقتدارِ اعلیٰ،

۲۔ حاکمیت کے مقابلہ میں تسلیم و اطاعت،

۳۔ وہ نظامِ فکر و عمل جو اس حاکمیت کے زیرِ اثر بنے،

۴۔ مکافات جو اقتدارِ اعلیٰ کی طرف سے اس نظام کی وفاداری و اطاعت یا سرکشی و بغاوت کے صلہ میں دی جائے۔

قرآن کبھی لفظ دین کا اطلاق معنی اول و دوم پر کرتا ہے، کبھی معنی سوم پر، کبھی معنی چہارم پر، اور کہیں الدین بول کر یہ پورا نظام اپنے چاروں اجزاء سمیت مراد لیتا ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے حسبِ ذیل آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں:

دین بمعنی اول و دوم

اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ، ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ. هُوَ الْحَىُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المومن - ۷)	وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس پر آسمان کا قبہ چھایا، جس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور خوب ہی صورتیں بنائیں جس نے پاکیزہ چیزوں سے تم کو رزق بہم پہنچایا، وہی اللہ تمہارا رب ہے، اور بڑی برکتوں والا ہے وہ رب العالمین۔ وہی زندہ ہے، اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، لہذا تم اُسی کو پکارو دین کو اسی کے لیے خالص کر کے۔ تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے
قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ... قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ... وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى (الزمر - ۲)	کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُسی کی بندگی کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود سرِ اطاعت جھکاؤں ... کہو میں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے صرف اُسی کی بندگی کروں گا، تم کو اختیار ہے اُس کے سوا جس کی چاہو بندگی اختیار کرتے پھرو ... اور جو لوگ طاغوت کی بندگی کرنے سے پرہیز کریں اور اللہ ہی کی طرف رجوع کریں اُن کے لیے خوشخبری ہے۔
اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ	ہم نے تمہاری طرف کتاب برحق نازل کر دی ہے، لہذا تم دین کو اللہ

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ (الزمر - ۱)	کے لیے خالص کر کے صرف اسی کی بندگی کرو۔ خبردار رہو، دین خالصۃً اللہ ہی کے لیے ہی
وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا، اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ۔ (النحل - ۷)	زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے اور دین خالصاً اُسی کے لیے ہے، پھر کیا اللہ کے سوا تم کسی اور سے تقویٰ کرو گے؟ یعنی کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہے جس کے حکم کی خلاف ورزی سے تم بچو گے اور جس کی ناراضی سے تم ڈرو گے؟
اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (آل عمران - ۹)	کیا یہ لوگ اللہ کے سوا کسی اور کا دین چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی مطیع فرمان ہیں اور اسی کی طرف ان کو پلٹ کر جانا ہے۔
وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ (البینہ -)	اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ یکسو ہو کر دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کی بندگی کریں۔

ان تمام آیات میں دین کا لفظ اقتدارِ اعلیٰ، اور اس اقتدار کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت و بندگی قبول کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ کے لیے دین کو خالص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی حاکمیت، فرماں روائی، حکمرانی اللہ کے سوا کسی کی تسلیم نہ کرے، اور اپنی اطاعت و بندگی کو اللہ کے لیے اس طرح خالص کر دے کہ کسی دوسرے کی مستقل بالذات بندگی و اطاعت اللہ کی اطاعت کے ساتھ شریک نہ کرے[1]۔

[1] یعنی اللہ کے سوا جس کی اطاعت بھی ہو اللہ کی اطاعت کے تحت اور اس کی مقررہ حدود کے اندر ہو۔ بیٹے کا باپ کی اطاعت کرنا، بیوی کا شوہر کی اطاعت کرنا، غلام یا نوکر کا آقا کی اطاعت کرنا اور اسی نوع کی دوسری تمام اطاعتیں اگر اللہ کے حکم سے ہوں اور ان حدود کے اندر ہوں جو اللہ نے مقرر کر دی ہیں تو یہ عین اطاعتِ الٰہی ہیں، اور اس سے آزاد ہوں یا بالفاظِ دیگر بجائے خود مستقل اطاعتیں ہوں تو یہی عین بغاوت ہیں۔ حکومت اگر اللہ کے قانون پر مبنی ہے اور اس کا حکم جاری کرتی ہے تو اس کی اطاعت فرض ہے، اور اگر ایسی نہیں ہے تو اس کی اطاعت جرم۔

دین بمعنی سوم

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (یونس-۱۱)

کہو کہ اے لوگو! اگر تم کو میرے دین کے بارے میں کچھ شک ہے (یعنی اگر تم کو صاف معلوم نہیں ہے کہ میرا دین کیا ہے) تو او سنو، میں اُن کی بندگی و عبادت نہیں کرتا جن کی بندگی و عبادت تم اللہ کو چھوڑ کر کر رہے ہو بلکہ میں اس اللہ کی بندگی کرتا ہوں جو تمھاری روحیں قبض کرتا ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اُن لوگوں میں شامل ہو جاؤں جو اسی اللہ کو ماننے والے ہیں اور یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ تو یکسو ہو کر اسی دین پر اپنے آپ کو قائم کر دے اور شرک کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (یوسف-۵)

حکمرانی اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیک ٹھیک صحیح دین ہے

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ... ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ... بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ... فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے، سب اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔۔۔ وہ تمھیں سمجھانے کے لیے خود تمھارے اپنے معاملہ سے ایک مثال پیش کرتا ہے۔ بتاؤ، یہ غلام جو تمھارے مملوک ہیں کیا ان میں سے کوئی اُن چیزوں میں جو ہم نے تمھیں دی ہیں تمھارا شریک ہے؟ کیا تم انھیں اس مال کی ملکیت میں اپنے برابر کا حصہ دار بناتے ہو؟ کیا تم اُن سے اپنے ہم چشموں کی طرح ڈرتے ہو؟۔۔۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ علم کے بغیر محض اپنے تخیلات کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔۔۔ پس تم یکسو ہو کر اپنے آپ کو اس دین پر قائم کر دو، اللہ نے جس فطرت پر انسانوں کو پیدا کیا ہے

اکثر الناس لا یعلمون (الروم – ۴) | اُسی کو اختیار کرو، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلا نہ جائے، یہی ٹھیک ٹھیک صحیح دین ہے مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ (النور – ۱) | زانی اور زانیہ دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تم کو اُن پر رحم نہ آنا چاہیے۔

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (التوبہ – ۵) | اللہ کے نوشتہ میں تو اُس وقت سے مہینوں کی تعداد ۱۲ ہی چلی آتی ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ان بارہ مہینوں میں سے ۴ مہینے حرام ہیں، یہی ٹھیک ٹھیک صحیح دین ہے۔

کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ (یوسف – ۹) | اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر نکالی، اُس کے لیے جائز نہ تھا کہ اس بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو پکڑتا۔

وَکَذٰلِکَ زَیَّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِھِمْ شُرَکَاؤُھُمْ لِیُرْدُوْھُمْ وَلِیَلْبِسُوْا عَلَیْھِمْ دِیْنَھُمْ (انعام – ۱۶) | اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے لیے ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں[۲] نے اپنی اولاد کے قتل کو ایک خوش آئند فعل بنا دیا تاکہ انھیں ہلاکت میں ڈالیں اور اُن کے لیے ان کے دین کو مشتبہ بنائیں۔[۳]

اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ | کیا انھوں نے کچھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں جو ان کے لیے دین

---

[۱] یعنی اللہ نے جس ساخت پر انسان کو پیدا کیا ہے وہ تو یہی ہے کہ انسان کی تخلیق میں، اس کی رزق رسانی میں، اس کی ربوبیت میں خود اللہ کے سوا کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ نہ اللہ کے سوا کوئی اس کا خدا ہے نہ مالک اور نہ مطاع حقیقی۔ پس خالص فطری طریقہ یہ ہے کہ آدمی بس اللہ کا بندہ ہو اور کسی کا بندہ نہ ہو۔

[۲] شریک سے مراد ہے خداوندی و فرماں روائی میں اور قانون بنانے میں خدا کا شریک۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ - ۳) | کی قسم سو ایسے قوانین بناتے ہیں جن کا اللہ نے اذن نہیں دیا ہے۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون) | تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

ان سب آیات میں دین سے مراد قانون، ضابطہ، شریعت، طریقہ اور وہ نظامِ فکر و عمل ہے جس کی پابندی میں انسان زندگی بسر کرتا ہے۔ اگر وہ اقتدار جس کی سند پر کسی ضابطہ و نظام کی پابندی کی جاتی ہے خدا کا اقتدار ہے تو آدمی دینِ خدا میں ہے، اگر وہ کسی بادشاہ کا اقتدار ہے تو آدمی دینِ بادشاہ میں ہے، اگر وہ پنڈتوں اور پروہتوں کا اقتدار ہے تو آدمی انہی کے دین میں ہے اور وہ خاندان، برادری یا جمہور قوم کا اقتدار ہے تو آدمی اُن کے دین میں ہے، غرض جس کی سند کو آخری سند اور جس کے فیصلہ کو منتہائے کلام مان کر آدمی کسی طریقے پر چلتا ہے اسی کے دین کا وہ پیرو ہے۔

دین بمعنی چہارم | اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ (الذاریات - ۱) | وہ خبر جس سے تمہیں آگاہ کیا جا رہا ہے (یعنی زندگی بعد موت) یقیناً سچی ہے اور دین یقیناً ہونے والا ہے۔

اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الماعون) | تم نے دیکھا اُس شخص کو جو دین کو جھٹلاتا ہے؟ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں اکساتا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (انفطار) | تمہیں کیا خبر کہ یوم الدین کیا ہے، ہاں تم کیا جانو کیا چیز ہے یوم الدین، وہ دن وہ ہے جبکہ کسی متنفس کے اختیار میں کچھ نہ ہوگا کہ دوسرے کے کام آسکے، اُس روز سب اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

ان آیات میں دین بمعنی محاسبہ و فیصلہ و جزائے اعمال استعمال ہوا ہے۔

(باقی)

(حاشیہ صفحہ سابق) ۵۳ دین کو مشتبہ بنانے سے مطلب یہ ہے کہ جھوٹے شریعت سازوں نے اس گناہ کو ایسا خوشنما کر کے پیش کرتے ہیں جس سے عرب کے لوگ اس شبہ میں پڑ گئے ہیں کہ شاید یہ فعل بھی اُسی دین کا ایک جز ہے جو ان کو ابتداءً حضرت ابراہیم و اسماعیل سے ملا تھا۔